© rasailojaraid.com

سید جاوید اقبال :

دفتر امیراللغات

اس مقالے کا مقصد "دفتر امیراللغات" سے متعلق معلومات فراہم کرنا ہے، تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ لغت کی ابتدا کب سے ہوئی؟ اس کا ابتدائی لائحہ عمل کیا تھا؟ دفتر کب اور کہاں قائم ہوا؟ اور کس طرح ختم ہوا؟ دفتر کے معتمدین، ملازمین اور علمی معاونین کون کون تھے؟ لغت کا طریقِ تالیف کیا تھا؟ لغت کے کتنے حصے مرتب ہوئے؟ کتنے شائع ہوئے؟ اور کتنے نامکمل رہ گئے؟ کس سبب سے مکمل حصے شائع نہ ہو سکے؟ یہ لغت کس طرح فروخت ہوتی تھی؟ دفتر کی کاروباری شرائط کیا تھیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

امیر اللغات اور اس کے دفتر سے متعلق بہت کچھ معلومات اس سے قبل ہمارے کئی فضلاء بالخصوص ڈاکٹر کریم الدین احمد۔۱ اور ڈاکٹر ابو محمد سحر۔۲ اپنے اپنے مقالاتِ تحقیق میں پیش کر چکے ہیں، لیکن ان میں زمانی تسلسل نہیں ملتا اور ہمارے خیال میں بہت سی معلومات رہ بھی گئی ہیں۔ اس کی

۱۔ ڈاکٹر کریم الدین احمد: مطبوعہ مقالہ برائے پی ایچ ڈی: "امیر مینائی اور ان کے تلامذہ" لاہور، آئینۂ ادب، ۱۹۸۲ء۔

۲۔ ڈاکٹر ابومحمد سحر: مطبوعہ مقالہ برائے پی ایچ ڈی، "مطالعۂ امیر"، لکھنؤ، نسیم بک ڈپو، ۱۹۶۴ء۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وجہ یہ ہے کہ ہمارے ان دونوں معزز محققین نے کم و بیش ایک ہی وقت میں اپنے مقالات تحقیق مکمل کیے۔ ایک کام ہندوستان میں ہوا، دوسرا پاکستان میں۔ دونوں مقالات کے شائع ہونے میں ۱۸ سال بھی حائل ہیں۔ اس ۱۸ سال کے عرصے میں غالباً ان مقالات تک دونوں ممالک کے اہل علم کی رسائی بھی نہ ہو سکی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ امیر اور ان کے کام سے متعلق لوگوں کو مکمل معلومات حاصل نہیں ہو سکیں اور کچھ غلط فہمیاں بھی پیدا ہو گئیں جو اکثر و بیشتر زبانی سننے میں آتی ہیں، جن کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔

اس مقالے میں کچھ غیر مطبوعہ مکاتیب کے اقتباسات بھی پیش کیے گئے ہیں۔ یہ دفتر امیراللغات سے ارسال کیے گئے تھے، جو معتمدین دفتر نے تحریر کیے تھے۔ راقم الحروف نے اپنے ایک گزشتہ مضمون "افادات امیر" (مطبوعہ رسالہ "تحقیق" شمارہ سوم، شعبۂ اردو، جامعہ سندھ) میں امیر کے غیر مطبوعہ ذخیرۂ مکاتیب کی تفصیل پیش کی تھی یہ خطوط بھی اسی ذخیرے سے حاصل کیے گئے ہیں۔

(۱)

"۱۷ اکتوبر ۱۸۸۴ء کو سر الفرڈ لائل صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ آئے"۔۱ "انھوں نے فرماں روائے ریاست رام پور (نواب کلب علی خاں) سے اردو کے ایک جامع لغت کی فرمائش کی، دربار میں بیسیوں زبان داں حاضر تھے لیکن آسمان بار امانت

۱۔ حکیم نجم الغنی خاں: "اخبار الصنادید،" لکھنؤ، مطبع نول کشور، ۱۹۱۸ء، ص ۱٦۸۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نتوانست کشید ، یہ دشوار خدمت امیر مینائی کے سپرد کی گئی"۔۱
"امیر نے لفظ آنکھ کے تقریباً ساڑھے چار سو محاورات وغیرہ مرتب کر کے لغت کا نمونہ پیش کیا اور وہ جنرل اعظم الدین خاں مغفور (اس وقت سفیر ریاست تھے) کی معرفت سر الفرڈ لائل کی خدمت میں بھیجا گیا" ۔۲ "جو دوسری جون ۱۸۸۶ء کو پیش کیا گیا"۔۳
یہ نمونہ دو حصوں پر مشتمل تھا پہلے میں کئی سو الفاظ و محاورات اور دوسرے حصے میں اشتہار تھا جس میں امیر اللغات کا لائحہ عمل پیش کیا گیا تھا۔ امیر اشتہار میں لکھتے ہیں :

"میں نے قصد کیا کہ معزز زبان دانوں کی ایک کمیٹی جمع کر کے ایک ایسا عمدہ لغت تیار کیا جائے جو کھری کھوٹی بول چال کے واسطے کسوٹی ہو۔ اس کمیٹی میں مختلف زبانوں کے عمدہ جاننے والے شریک ہوں گے۔ سنسکرت کے الفاظ جو اردو میں اپنی اصلی حالت میں ہیں یا ان میں کچھ الٹ پھیر ہوا ہے۔ اس کی تحقیقات کو قابل پنڈت بنارس یا جہاں کہیں ملیں گے کمیٹی میں شریک کیے جائیں گے انگریزی کے لائق زبان داں ہندوستانی بطور ملازم اور یوروپین بطور معاون ممبر ہوں گے۔ یہ لغت بہت بڑا ہوگا، اس سبب سے آٹھ حصوں میں شائع کیا جائے گا۔ ہر حصے

۱۔ امیر احمد علوی : "طرۂ امیر" لکھنؤ ، انوارالمطابع، ۱۹۲۸ء، ص ۵۹ ۔

۲۔ عرفان عباسی : "دبستان امیر مینائی"، لکھنؤ ، نسیم بک ڈپو، ۱۹۸۵ء، ص ۱۲۔

۳۔ شاہ ممتاز علی آہ: "امیر مینائی"، لکھنؤ ، ادبی پریس ، ۱۹۳۱ء، ص ۱۱۲۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی مقدار پندرہ سے بیس جزو تک ۲۲ تقطیع پر ہوگی
اور اس کی قیمت سات روپیے فی حصہ ہوگی"۔۱

امیر نے اشتہار میں کمیٹیوں کے بارے میں تحریر کیا کہ تین کمیٹیاں قائم کی جائیں گی ۱۔ انتظامی کمیٹی، جس کا مقصد تدوین لغت کے انتظامی امور کو سرانجام دینا ہوگا۔ ۲۔ عملی کمیٹی، ان افراد پر مشتمل ہوگی جو مؤلف کی ماتحتی میں لغت کا کام کریں گے ۳۔ مشیر کمیٹی، یہ اہل الرائے پر مشتمل ہوگی، ان ارکان کو عملی کمیٹی کا معتمد، لغت کے حصے، رائے کے سلسلے میں بھیجے گا اور ان کی اصلاح و ترمیم پر لغت مرتب کی جائے گی اس کے علاوہ انہوں نے یہ اعلان بھی کیا کہ لغت کے دفتر کے سلسلے میں پریزیڈنٹ، وائس پریزیڈنٹ اور وائس پیٹرن مقرر کیا جائے گا۔

امیر نے اشتہار کے ذریعے کمیٹیوں کی ممبری کے لیے اصحاب کے نام مع لقب و سکونت طلب کیے، اس کے علاوہ رائے طلب کی کہ لغات کی ترتیب و انتخاب میں کن اصولوں پر عمل کیا جائے۔ فارسی، عربی اور سنسکرت کے الفاظ لغت میں کہاں تک لیے جائیں۔ طباعت میں کن اصولوں کو اپنایا جائے، الفاظ کے اندراج اور مخففات کے لیے کیا اصول بنایا جائے، دوسری زبانوں کے الفاظ لینے کے لیے انہوں نے خود یہ اصول تجویز کیا کہ:

"ان کے اسی قدر الفاظ داخل لغت کیے جائیں جو
لغت کو اردو کی حد سے باہر نہ کردیں۔" ۲

۱۔ امیر مینائی: "نمونۂ امیراللغات" بحوالہ ڈاکٹر ابو محمد سحر، مطالعۂ امیر، ص ۲۱۔

۲۔ ایضاً، ص ۲۲۳۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کے علاوہ لغت کو پڑھنے ، مصدر سے مشتقات بنانے کے قواعد لغت کے مقدمے میں مفصل تحریر کردیے جائیں۔ اور یہ اعلان بھی کیا کہ طباعت سے قبل پروف اھل الرائے حضرات کے پاس بھیجے جائیں گے اور ایک ماہ تک ان کے مشوروں کا انتظار کیا جائے گا۔

امیر نے انگریزوں کی توجہ حاصل کرنے کے لیے انگریزی میں، Prospectus of the Urdu Dictionary کے عنوان سے ایک عبارت بھی شامل کی جس میں لغت کا لائحۂ عمل پیش کیا گیا ھے۔

"سر الفرڈ لائل نے اس نمونے کو بہت پسند فرمایا"۔۱ اور تالیف کے سلسلے میں مفید مشورے دیے اور یہ ھدایت بھی دی کہ:

> "گورنمنٹ بہت سی جلدیں اس لغت کی خرید کرے۔ ھم مختلف ریاست ھائے ھندوستان اور بنگال ، پنجاب ، بمبئی، اور مدراس کی گورنمنٹوں سے بھی درخواست اعانت کریں گے اور ھز ایکسیلنسی وائسرائے سے التجا کرکے ان کو سرپرست اور مربی اس کا بنائیں گے۔ جس قدر روپیہ منشی صاحب اس کی تالیف کے لیے خیال کرتے ھیں اس سے کہیں زیادہ مہیا ھوجائے گا"۔ ۲

۱۔ "امیر مینائی" ص ۱۱۲۔

۲۔ امیر مینائی: "مقدمہ امیر اللغات" لاھور، مقبول اکیڈمی، ۱۹۸۸ء، ص ۳۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امیر نے نمونہ شائع کرانے سے پہلے اسے خاص خاص اہل علم کو ارسال کیا اور نمونے سے متعلق رائے مانگی۔ مولوی مہدی حسن خان شاداب رسول پوری کو ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۰۴ھ کے خط میں تحریر کرتے ہیں :

"سوا آپ کے چند احباب کے کسی کو بھیجا ہی نہیں سر الفرڈ لائل صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی جن کی فرمائش سے یہ نمونہ درست کیا ہے وہ ابھی اس کی اشاعت کی اجازت نہیں دیتے ... آپ پورے نمونے کو مطالعہ فرمائیں اور جس جگہ جو خدشہ ہو وہ لکھدیں۔"۱

اس کے بعد یہ نمونہ "۱۸۸۶ء میں ۱۰ × ۴ " کے سائز پر تاج المطابع رام پور میں طبع ہو کر " نمونہ امیر اللغات " کے نام سے شائع ہوا "۔۲

امیر نے لغت کے لائحہ عمل کے دوسرے مرحلے میں مختلف شہروں کے دورے کیے تاکہ لغت کے کام کو بھرپور طریقے سے شروع کیا جا سکے؛ مقدمہ امیر اللغات میں تحریر کرتے ہیں :

"دیکھوں اردو لغت کی طرف ملک کے خیالات کیسے ہیں، لکھنؤ فیض آباد اور بنارس ہوتا ہوا پٹنے تک گیا "۔۳

۱۔ امیر مینائی، "مکاتیب امیر مینائی" مرتب احسن اللہ ثاقب، طبع دوم، لکھنؤ، مطبع ادبیہ، ۱۹۲۴، ص ۳۲۱۔

۲۔ "مطالعہ امیر"، ص ۳۲۱۔

۳۔ " مقدمہ امیر اللغات"، ص ۳۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امیر نے اس دورے میں نوابین، آدباؑ، شعراؑ اور عربی فارسی کے علماؑ سے بالمشافہ ملاقات کی اور ان سے لغت کے بارے میں خیالات دریافت کیے۔

جب کہ امیر سے پہلے ان کے بڑے صاحب زادے محمداحمد صریر نے سر الفرڈ لائل کی رائے کے مطابق مختلف شہروں کے دورے کیے تھے۔ اس سے متعلق مولوی مہدی حسن خاں شاداب کو ۳ جنوری ۱۸۸۷ء کے خط میں تحریر کرتے ہیں:

"محمد احمد نے صحت پا کر پنجاب کا سفر کیا ہے ایک مہینے میں واپس آنے کا ارادہ ہے اس سفر کا نتیجہ اگر اس لغت کے حق میں اچھا ہوا تو دوسرا سفر اور کس لین پر کریں گے۔ میری رائے نہ تھی کہ ابھی سفر کیا جائے، مگر جناب لیفٹیننٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی کی رائے یہی ہوئی کہ جب تک کوئی لائق آدمی ملک میں پھر کر اشاعت نہ کرے گا تب تک ملک متوجہ نہ ہوگا"۔۱

شاداب رسول پوری کو محمد احمد کے سفر کی روداد لکھتے ہیں، خط مورخہ ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۰۴ھ:

"محمد احمد نے ان کی (گورنر بہادر سر الفرڈ لائل) رائے کے موافق سفر عمدہ مقامات ہندوستان کا ارادہ کیا ہے۔ چنانچہ علی گڑھ میں آنریبل سید احمد خان سے مل کر دهلی، سہارنپور، انبالہ، پٹیالہ، امرتسر،

۱۔ "مکاتیب امیر مینائی، ص ۳۲۸۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لاهور وغیر کی سیر کی اور ان مقامات کے لائق یورپین اور هندوستانیوں سے مل کر رائیں لیں اور جن کو لائق سمجھے ان سے ممبری کی درخواست کی اور جن کو اهل اور متوجہ نہ پایا ان سے هاتھ اٹھایا"۔۱

امیر نے امیراللغات کا نمونہ لکھنے ، شائع کرانے ، مختلف شہروں کا دورہ کرنے کے بعد اگلے مرحلے میں رائے لینے کا مکتوباتی سلسلہ بھی شروع کیا، ۹ دسمبر ۱۸۸۸ء کے ایک خط میں صفیر بلگرامی کو تحریر کرتے هیں :

"امیراللغات کے اصول سے متعلق ایک کاپی بھیج کر آپ کے دل و دماغ سے جواب با صواب کی آرزو ھے"۔۲

جب کہ حبیب الرحمان خاں شروانی کا اسی بابت شکریہ ادا کرتے هیں۔ مکتوب مورخہ ۹ دسمبر ۱۸۸۸ء :

"مکرمت نامہ آیا سب سے مقدم آپ کی تحریر، جواب مسئولات میں آئی جن کو دیکھ کو هیچمدان نہایت مسرور هوا" ۳۔

نمونۂ امیر اللغات کا شائع کرانا، اشتہار میں لغت کے اغراض و مقاصد اور اصول تالیف کو بیان کرنا امیر کی دیانت داری اور سلیقہ مندی کا ثبوت ھے۔ اور پھر اشتہار میں مشورہ دینے کی درخواست کرنا اس بات پر دلالت کرتا ھے کہ وہ یہ کام اهل علم کے مشورے سے انجام دینا چاهتے تھے۔ ان اهل علم میں اردو کے علاوہ انگریزی اور سنسکرت کے ماهرین کی موجودگی کو وہ ضروری

۱۔ ایضاً، ص ۳۲۹ ،

۲۔ ایضاً ، ص ۲۳۷ ۔

۳۔ ایضاً ، ص ۲۸۸ ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سمجھتے تھے۔ تاکہ اس وقت تک موجود لغات میں "امیر اللغات" منفرد ہو جائے۔

امیر کی لغت نگاری کے بارے میں ڈاکٹر ابو محمد سحر کی رائے بہت وزن رکھتی ہے۔ وہ کہتے ہیں :

"امیر اردو کے پہلے لغت نگار تھے جنھوں نے لغت کی تدوین میں عام طور پر ملک کی رائے حاصل کرنے کے لیے کئی سو الفاظ و محاورات کا ایک نمونہ شائع کیا" ۔[۱]

ان تمام امور کے پس منظر میں گزشتہ ادوار میں مرتب کیے گئے ان لغات کے تجربے تھے جو آج تک منظر عام پر نہ آسکے۔ گزشتہ دور کے لغات سے مراد سرمۂ بصیرت ، بہار ہند اور محاورات مصادر اردو ہیں۔

امیر ابتدائی طور پر لغت مرتب کرنے کا ڈھنگ جان گئے تھے۔ اس لیے ایک مربوط اور جدید انداز سے لغت تالیف کرنے کی بنیاد ڈالی۔ اب لغت کے اگلے مرحلے دفتر کے قیام سے متعلق مواد پیش کیا جائے گا۔

(۲)

۱۸۸۷ء میں محمد احمد اور ۱۸۸۸ء میں امیر نے ممکن حد تک مختلف شہروں کے دورے کیے اور پھر بقول ڈاکٹر ابو محمد سحر : "۱۸۸۹ء میں انھوں (امیر) نے لغت کی تالیف کے لیے ایک

۱۔ "مطالعہ امیر" ، ص ۳۲۰۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دفتر قائم کیا" ۔۱ لیکن مطبوعہ مکاتیب کی داخلی شہادت سے پتا چلتا ہے کہ دفتر ۱۸۸۸ء کی آخری سہ ماہی میں قائم ہو چکا تھا۔ ۹ دسمبر ۱۸۸۸ء کو حبیب الرحمان خاں شروانی کو لکھتے ہیں :

"اهل الرائے کی رائیں کمیٹی میں پیش ہوکر رد و قبول کا فیصلہ ہوگا ابھی دفتر امیر اللغات میں سیکریٹری ان کو جمع کرتا جائے گا" ۔۲

اس کے علاوہ امیر نے مقدمہ امیر اللغات میں تحریر کیا ہے کہ :

"سفر سے پلٹنے پر عرش آشیاں نواب محمد مشتاق علی خاں بہادر طاب ثراہ نے با اجلاس کونسل ایسی دستگیری فرمائی کہ میں نے رام پور میں امیر اللغات کا دفتر کھول دیا" ۔۳

لغت کے سلسلے میں امیر نے سفر ۱۸۸۸ء ہی میں کیے اس سلسلے میں ممتاز علی آہ رقم طراز ہیں :

"۱۸۸۸ء میں ملک کے خیالات دریافت کرنے کو حضرت نے لکھنؤ، بنارس ہوتے ہوئے پٹنے تک سفر کیا" ۔۴

اس کے بعد "۲۵ فروری ۱۸۸۹ء کو نواب مشتاق علی خاں

۱۔ "مطالعہ امیر"، ص ۴۲۴ ۔

۲۔ "مکاتیب امیر مینائی"، ص ۲۸۸ ۔

۳۔ "امیراللغات"، ص ۳۔

۴۔ "امیر مینائی"، ص ۱۱۲ ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انتقال کر گئے"۔۱ اور امیر شدید مالی پریشانی سے دو چار ہوئے۔ ۳۱ مارچ ۱۸۸۹ء کو کوثر خیرآبادی کو خط تحریر کرتے ہیں اس سے بھرپور تاثر ملتا ہے کہ دفتر قائم ہوئے خاصا وقت گذر چکا ہے۔

"دو سو روپے ماہوار دفتر لغت پر صرف ہو رہا ہے"۔۲

ان حوالوں کے علاوہ ممتاز علی آہ نے امیراللغات کے دفتر اور امیر کا جو حال متصل بیان کیا ہے اس میں عسر بول کے مرض کی شدت کی طرف اشارہ کیا ہے، مکاتیب کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ یہ وہی دور ہے جب دفتر قائم ہوا تھا:

"اس زمانے میں جامع مسجد کے سامنے چھوٹے نواب والے سرکاری مکانات میں قیام تھا۔ ان میں دیوان خانے اور محل سرائے کے علاوہ اوپر بہت بڑے بڑے کمرے تھے جن میں دفتر امیراللغات تھا کمروں کے بعد لمبا چوڑا صحن تھا اور نیچے بازار کی دکانیں تھیں۔ عسربول کے باعث بار بار چوکی پر جانے کی حاجت ہوتی تھی اس ضرورت سے دفتر کے قریب ایک کمرے میں کوٹھے کے صحن میں محل سرا اور دفتر کے بیچ والے کمرے کے پاس (جہاں دن کو آرام فرماتے تھے) اور ایک جگہ محل سرا میں چوکی لگی رہتی

۱۔ "اخبار الصنادید" ص ۲۹۷۔

۲۔ "مکاتیب امیر مینائی" ص ۱۴۴۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھی اور جاڑوں بھر چوکی سے قریب ایک کونڈے
میں کوئلے دھکتے رہتے تھے"۔۱

اور اس دفتر کے رابطے کا پتا یہ ہے جو "پیام یار" ۱۸۹۱ء کے اشتہار میں شائع ہوا۔

" ممتاز علی آہ، سیکرٹری دفتر امیر اللغات، ریاست رام پور روہیل کھنڈ"۔۲

اور امیر نے بھی زاھد حسین زاھد کو ۲۷ مئی ۱۸۹۳ء کے خط میں کم و بیش یہی پتا دیا ہے:

"منشی امیر احمد، ریاست رام پور، دفتر امیر اللغات"۔۳

ڈاکٹر کریم الدین احمد کے مقالے میں دفتر سے متعلق غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"ھوس کے چھپر میں دوبارہ دفتر قائم ہو گیا لیکن بساط الٹ گئی۔ جنرل اعظم الدین خاں قتل کر دیے گئے"۔۴

جبکہ اس بیان سے فوراً پہلے ممتاز علی آہ کا بیان انھوں نے اپنے لفظوں میں یوں بیان کیا ہے کہ "عرش آشیاں نواب مشتاق علی خاں نے دو قسطوں میں سولہ ہزار روپیہ قرض دیا"۔۵ اور ممتاز علی

۱۔ "امیر مینائی"، ۳۱۔

۲۔ پیام یار ۱۸۹۱ء، بحوالہ "امیر مینائی اور ان کے تلامذہ"، ص ۳۳۵۔

۳۔ "مکاتیب امیر مینائی"، ص ۱۸۵۔

۴۔ "امیر مینائی اور ان کے تلامذہ"، ص ۳۳۸۔

۵۔ ایضاً۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آہ کا بیان پاورقی حاشیے میں دیا ہے "کہ ریاست سے قرض دیئے جائیں اور چھونے کے بعد کتاب کی قیمت سے رفتہ رفتہ یہ قرض منشی صاحب ادا کریں اس طرح دفتر قائم ہوکر امیر اللغات کی تالیف شروع ہوئی"۔۱ ڈاکٹر صاحب کے بیان کی بنیاد آہ کی تحریر ہے۔ جس میں نہایت واضح الفاظ میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ قرضہ ملنے کے بعد لغت کا کام شروع ہوا اور آہ نے زور دے کر کہا کہ "اس طرح دفتر قائم ہوکر امیر اللغات کی تالیف شروع ہوئی" یہ بیان ظاہر کرتا ہے کہ اس سے پہلے دفتر نہیں تھا۔ ایک قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ "جنرل اعظم الدین خاں کو ۳ اپریل ۱۸۹۱ء کو قتل کیا گیا"۔۲ قرض ۱۸۸۸ء کے (اندازاً) وسط میں ملا اور کچھ عرصے میں دفتر قائم ہوگیا۔ اس دوران ایک بڑا عرصہ گزرا جس میں لغت کی پہلی جلد بھی منظر عام پر آئی۔ لیکن تحریر سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ پہلا دفتر ختم ہو چکا تھا۔ پھر قرضہ ملتے ہی دوبارہ دفتر قائم ہوا اور جنرل اعظم خاں کا انتقال ہو گیا۔ جو کہ درست نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۸۸۸ء کے آخر میں پہلی مرتبہ دفتر چھوٹے نواب صاحب کے سرکاری مکانات میں قائم ہوا، جہاں کم و بیش جون ۱۸۹۶ء تک کام کرتا رہا۔ ۲۵ جون ۱۸۹۶ء کے امیر کے تحریر کردہ مکتوب بنام زاھد حسین زاھد سے معلوم ہوتا ہے کہ دفتر ختم ہو گیا ہے:

"میں اس زمانے میں ایک جدید تکلیف پیش آجانے سے سخت پریشان ہوں عالی شان مکانات سرکاری جو ایک

۱۔ ایضاً

۲۔ حکیم نجم الغنی "اخبار الصنادید"، ص ۳۲۱۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عمر سے میری سکونت گاہ تھے دفعۃً بضرورت سرکاری مجھے خالی کر دینا پڑے جس سے میرا سارا قافلہ پریشان ہو گیا، اولاد و احفاد کہیں ہیں، کہیں اسباب، کہیں کتابیں۔ ۔ ۔"۱-

۱۹ دسمبر ۱۸۹۷ء کے مکتوب بنام زاھد حسن زاھد سے نئے دفتر کے قائم ہونے کا علم ہوتا ھے:

"بڑی کوششوں سے خدا خدا کر کے یہ صورت پیدا ہوئی ھے کہ دفتر قائم ھوا اور آگے کام چلے" ۲-

تو گویا کم و بیش پندرہ ماہ دفتر اپنی اصل کھونے کے بعد دوبارہ ستمبر ۱۸۹۷ء میں قائم ھوا۔ ڈاکٹر ابو محمد سحر نے بھی اس کی تصدیق کی ھے (مطالعۂ امیر، ص ۳۳۸) ممتاز علی آہ اس کی تفصیل یہ بیان کرتے ھیں:

"اس وقت پرانی کھنڈ سار میں قیام تھا کیوں کہ سرکاری مکانات جو پہلے رہنے کو ملے تھے وہ قلعے میں آ گئے تھے اور سرکار سے پرانی کھنڈ سار رہنے کو عطا ہوئی تھی۔ یہی جگہ احاطۂ مینائیاں ہوئی، کچھ مختصر معمولی مکانات تھے اور بیچ میں ایک چھوٹا دو پلیا سائبان جس میں دفتر امیراللغات تھا" ۳-

---

۱- "مکاتیب امیر مینائی"، ص ۱۲۸ -

۲- ایضاً، ص ۲۲۷ -

۳- "امیر مینائی"، ص ۱۱۱ -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ دوسرا دفتر امیر کے حیدرآباد روانہ ہونے (۱۹۰۰ء) تک کام کرتا رہا۔ اس کے بعد کب تک قائم رہا اور دفتر کا کیا حال ہوا؟ اس بارے میں مختلف باتیں سننے میں آئی ہیں اور ایک دو جگہ پڑھنے میں بھی آئی ہیں، مثلاً ڈاکٹر کریم الدین اپنے مقالے میں تحریر کرتے ہیں:

"امیر نے لغت کے لیے سولہ ہزار روپے قرض لیا تھا، وہ طلب کیا گیا۔ امیر کے بڑے لڑکے محمد احمد صریر ان دنوں ریاست میں تحصیل دار تھے اور سو روپیہ تنخواہ پاتے تھے۔ ان کی تنخواہ سے اسّی روپے وضع کر لیے جاتے تھے اور انھیں کل بیس روپے ملتے تھے جس پر ۲۰ افراد کے خاندان کا گذارہ تھا۔ مصیبتوں کا یہ زمانہ کوئی آٹھ برس رہا۔ اس عرصے میں امیر کی قیمتی لائبریری اور وہ تمام ذخیرہ جو انھوں نے ایک عمر صرف کر کے جمع کیا تھا تباہ ہو گیا ... جس کے جو ہاتھ آیا اس نے بیچ دیا۔ اس طرح ان کا زندگی بھر کا اثاثہ تباہ ہو گیا"۔[1]

ڈاکٹر صاحب نے یہ اقتباس کسی حوالے کے بغیر تحریر کیا ہے۔ امیر کے ذخیرے کا اس طرح فروخت ہونا سچائی پر مبنی معلوم نہیں ہوتا، اس لیے کہ رام پور کے نواب اگر ناراض ہو گئے تھے تو امیر کے چاہنے والے ان کے دوست، شاگرد جو نواب یا نواب زادوں سے کم نہ تھے، کیا وہ بھی ناراض ہو گئے تھے؟ لیکن

۱- "امیر مینائی اور ان کے تلامذہ"، ص ۲۵۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حقیقت یہ ہے کہ امیر کی بد قسمتی پر شک نہیں کیا جا سکتا۔ مشکل وقت میں اکثر لوگوں نے امیر اور ان کے لواحقوں کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ جناب اسمٰعیل احمد مینائی (بن محمد احمد مینائی بن امیر مینائی) کہتے ہیں:

"کتابوں کی فروخت ہونے کی بھنک پھوپھیوں اور چچا کی زبانی میرے کانوں میں پڑی تھی۔ یہ ٹھیک بات ہے۔ لیکن اس کا ایک پس منظر ہے، جو کم لوگوں کو معلوم ہے۔ ۱۹۰۰ء میں جب دادا (امیر) حیدرآباد دکن چلے گئے تو نواب حامد علی خاں، والد (محمد احمد صریر) سے اس بات پر ناراض ہوگئے کہ تم نے ان کو روکا کیوں نہیں پھر والد صاحب کی نوکری ختم ہوگئی، جائداد ضبط ہوگئی اور کم و بیش تین سال یہ حال ہوا کہ گھر میں دو دن میں مشکل سے ایک وقت چولھا جلتا تھا۔ وہ دن بڑی اذیت کے تھے اور کیوں کہ میرے والد سب سے بڑے تھے اس لیے ان پر بڑی ذمےداری تھی۔ وہ سب کا بہت خیال رکھتے تھے" ۱۔

یہ سوال ابھی تک قائم ہے کہ دفتر امیر اللغات کا کیا بنا؟ اس بارے میں ممتازعلی آہ لکھتے ہیں:

"وہ زمانہ زیادہ مالی پریشانی کا میں نے دیکھا۔ مکان میں آگ لگ جانے سے اسباب کے ساتھ غیر مطبوعہ کلام اور کتابیں جل کر خاک سیاہ ہوگئی تھیں۔

۱۔ دوران گفتگو جناب اسمٰعیل احمد مینائی، مقیم کراچی نے بتایا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

افسوس اور قلق سے حضرت کا دل مٹی ہو رہا تھا"۔۱

آگ لگنے کے عینی شاہد حامد حسن قادری لکھتے ہیں:

"۱۸۹۹ء میں آگ لگنا خود مجھے یاد ہے۔ میں رام پور میں حضرت امیر مینائی کے محلے میں ان کے مکانات سے قریب ہی رہتا تھا۔ میرا لڑکپن کا زمانہ تھا آگ ایسے غضب کی تھی کہ اگرچہ مکان آتش زدہ سے میرا مکان فاصلے پر تھا پھر بھی وہاں سے جلے ہوئے کاغذ اڑ کر میرے گھر آتے تھے۔ اس حادثے سے ہم سب پر عجیب ہیبت چھائی ہوئی تھی۔ امیر صاحب اور جلیل صاحب کو دیکھنا اچھی طرح یاد ہے۔"۔۲

جناب اسمٰعیل مینائی کہتے ہیں کہ "یہ آگ کھپریل سے لگی تھی جس سے دفتر کی چھت بنی تھی، اس حادثے نے امیر کو سخت پریشان کیا کیوں کہ اس میں ان کے کتب خانے کا بیشتر حصہ جل گیا تھا"۔۳ بقیہ کتب اور دفتر کے متعلق کہتے ہیں:

"ہمارے گھر کی یہ صورت تھی کہ گھر بہت بڑا تھا بڑے بڑے کمرے، ان کے آگے دالان پھر کمرے جو بہت دور تک پھیلے ہوئے تھے اس کے قریب اصطبل، گودام اور اسٹور بنے ہوئے تھے جن پر کھپریل کی چھت تھی۔ والد صاحب (صریر) بتاتے تھے کہ یہ کمرے یہ کہہ

۱۔ "امیرمینائی"، ص ۱۱۲۔

۲۔ حامد حسن قادری: "داستان تاریخ اردو"، طبع سوم، سندھ، اردو اکیڈمی، ۱۹۶۱ء، ص ۳۰۰۔

۳۔ دوران گفتگو جناب اسمٰعیل احمد مینائی نے بتایا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کر بنائے گئے تھے کہ عارضی ہیں۔ اس میں دفتر امیر اللغات کی الماریاں تھیں جو کہ مقفل تھیں۔ ۱۹۳۵ء کے شروع میں، میں نے اور میرے چچا مسعود مینائی نے انھیں کھولا ان میں بڑی نایاب کتابیں اور کچھ الماریوں میں لغت کے رجسٹر تھے جن میں لفظ و محاورات کی فہرست بنی تھی، صرف امیر کے وہ دیوان جن پر خود امیر کے ہاتھ کی ترمیم تھی میرے نزدیک زیادہ اہم تھے وہ میں گھر لے آیا۔ باقی سب بند کر دیا۔ غالباً ۱۹۳۶ء میں، میں پھر رام پور آیا تو دیکھا کہ دفتر کے دروازے کھلے پڑے ہیں الماریاں بھی کھلی ہیں اور سب الٹ پلٹ ہو گیا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ شبیر حسین زیدی (چیف منسٹر رام پور) کے آدمی آئے تھے وہ لوگ کچھ چیزیں تلاش کر رہے تھے۔ پھر غالباً ۱۹۳۷ء میں میری شادی تھی اور سارے گھر والے حیدرآباد دکن منتقل ہو رہے تھے۔ گھر کا سارا سامان ہم نے فروخت کیا، نایاب اور قیمتی کتابیں حیدرآباد دکن بھجوائیں۔ اور بقیہ کتابیں جن میں ناول وغیرہ زیادہ تھے وہ سب ایک پبلک لائبریری کو جو غالباً نئی کھلی تھی دے دیے گئے۔ اب گھر اور دفتر کی وہ الماریاں جن میں لغت کے مسودے تھے وہ رہ گئے۔ یہ سب کچھ قریبی عزیز اور بھائی الیاس احمد مینائی کی نگرانی میں دے کر سب لوگ چلے گئے۔۱ اس

۱۔ جناب اسمٰعیل احمد مینائی نے بتایا کہ: ”الیاس احمد مینائی میرے چھوٹے بھائی ہیں، آج کل حیدرآباد دکن میں رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا، گرنے سے کولہے کی ہڈی ٹوٹ جانے کے سبب تقریباً معذور ہیں۔“

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے بعد کیا ہوا، مجھے کچھ معلوم نہیں اس لیے کہ
میں نوکری کی وجہ سے بہت مصروف ہوگیا تھا"۔۱

ہمارا خیال ہے کہ "دفتر امیر اللغات" زمانے کے نامساعد حالات کی نذر ہوگیا اور لغت کا بقیہ لوازمہ بھی زمانے کے ہاتھوں گم ہوگیا۔ بہت ممکن ہے کسی کتب خانے میں منتشر حالت میں محفوظ ہو۔

(۳)

دفتر قائم کرنے کے بعد امیر نے اسے جدید خطوط پر چلانے کے لیے ذھین عملہ رکھا، جس میں زیادہ تر ان کے شاگرد اور رشتے دار تھے، جنھوں نے اچھے اور برے وقت میں امیر کا بھرپور ساتھ دیا۔ دفتر میں عملہ کتنے ارکان پر مشتمل تھا؟ یہ تو تحقیق نہیں ہوسکا البتہ متفرق کتب میں کہیں کہیں کسی رکن کا نام ملتا ہے اور یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ وہ معتمد تھا یا محرر۔

ذیل میں معتمدین اور محررین کے نام اور ماخذات کی نشان دھی کی جاتی ہے۔

معتمدین:

(۱) وسیم خیرآبادی۔۲ (۲) منشی لیاقت علی۔۳

۱۔ ایضاً۔

۲۔ دیکھیے: "امیر مینائی" ص ۹۵۔ "مطالعۂ امیر"۔ ص ۳۲۵۔ "دبستان امیر مینائی" ص ۳۸۲ تا ۳۸۴۔

۳۔ دیکھیے: "امیر مینائی" ص ۱۴۰، "مکاتیب امیر مینائی" ص ۲۸۷۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۳) ممتاز علی آہ-۱، (۴) جلیل مانک پوری-۲،
(۵) منشی لطیف احمد مینائی-۳، (۶) منشی مسعود احمد مینائی-۴،
(۷) محمد احمد ضریر مینائی-۵، (۸)۔ سید محمد شاہ-۶

یہ کوئی حتمی فہرست نہیں ہے، کیونکہ "دفتر امیر اللغات" گیارہ برس (درمیان میں پندرہ ماہ کے وقفے سے) قائم رہا۔

(۴)

محررین:

(۱) عبدالوہاب خاں دل گیر-۷، (۲) محمد صفدر علی خاں خیال-۸۔

۱- دیکھیے "امیر مینائی" ص ۱۰، ۲۱- "دبستان امیر مینائی"، ص، ۸۰ تا ۸۴-
۲- ایضاً، ص ۱۳۱ تا ۱۳۵- "مطالعۂ امیر" (پاورقی حواشی) ص ۳۲۵-
۳- دیکھیے "دبستان امیر مینائی" ص ۴۵ تا ۴۷- "سوانح امیر مینائی" از جلیل مانک پوری، حیدرآباد، مطبع سیدی، ۱۳۴۷ھ، ص ۷۷-
۴- ایضاً، ص ۸۰- "دبستان امیر مینائی" ص ۲۶۷ -
۵- ایضاً، ص ۲۵۵ -
۶- دیکھیے "تذکرہ کاملان رام پور" از حافظ احمد علی خاں شوق، پٹنہ، خدابخش لائبریری جرنل، نمبر ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۱۹۸۵ء، ص ۲۵۷-
۷- دیکھیے "خم خانۂ جاوید" جلد سوم از لالہ سری رام، طبع اول، دھلی، مخزن پریس، ۱۹۰۸، ص ۲۰۰-
۸- ایضاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۳) واحد علی بسمل -۱، (۴) حسین الدین احمد اثر -۲،

(۵) امتیاز احمد خاں -۳، (۶) ثابت علی -۴،

(۷) محمد قیام الدین -۵، (۸) خان علی خان -۶،

(۹) مہدی علی خان -۷، (۱۰) خورشید احمد مینائی -۸،

(۱۱) پنڈت صاحب (نام نامعلوم) -۹، (۱۲) نبی احمد خان -۱۰،

۱- دیکھیے "دبستان امیر مینائی" ص ۱۰۷ -

۲- ایضاً، ص ۳۴ -

۳- ایضاً، ص ۱۸۶ -

۴- دیکھیے، "مکاتیب امیر مینائی" ص ۲۸۷- "امیر مینائی" ص ۱۴۰ -

۵- دیکھیے، "دبستان امیر مینائی" ص ۸۹- "مکاتیب امیر مینائی" ص ۱۳۰ -

۶- ایضاً، ص ۲۸۷-

۷- دیکھیے "دبستان امیر مینائی" ص ۳۴۹-

۸- دیکھیے "سوانح امیر" ص ۷۶-

۹- دیکھیے "مکاتیب امیر مینائی" ص ۷۶- راقم کا مضمون "افادات امیر" مشمولہ رسالہ، "تحقیق" شعبۂ اردو، جامعہ سندھ، ۱۹۸۹ء، ص ۳۷۸ -

۱۰- دیکھیے پاورقی حواشی "مطالعۂ امیر" ص ۴۲۵ -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱۳) محمد رضا خاں افسر۔۱، (۱۴) افضل شاہ افضل۔۲،
(۱۵) عبدالرزاق جمیل۔۳، (۱۶) اصغر علی خاں اصغر۔۴

(۵)

امیر نے "امیر اللغات کے لیے ایک مشاورتی کمیٹی تشکیل دی جس کے صدر وہ خود تھے۔ اس کمیٹی کا کام یہ تھا کہ جو لغت تالیف ہو اس کو سن لے اور بحث طلب مسئلے کو حل کرے دو ماہ تک اس کمیٹی نے شب و روز کام کیا اس سے لغت کی تالیف میں سستی آئی، آخرکار یہ فیصلہ ہوا کہ امیر اپنے ہی اجتہاد سے کام لیں۔ پھر بھی اس کمیٹی نے لفظ کی چھان پھٹک، اصول تالیف اور دیگر تدوین کے مراحل میں ابتدائی کام مکمل کیا جس کی بدولت تالیف لغت کا راستہ متعین ہوا۔ ذیل کی سطور میں ان علمی معاونین کے نام اور ماخذات پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) "مولوی حفیظ اللہ۔۵، (۲) مولوی فصیح الزماں خاں فصیح۔۶،

۱۔ دیکھیے "تذکرہ کاملان رام پور"، ص ۳۴۷۔

۲۔ دیکھیے "خمخانہ جاوید" ص ۳۶۱۔

۳۔ دیکھیے پاورقی حواشی، "مطالعۂ امیر" ص ۴۲۵۔

۴۔ دیکھیے "دبستان امیر مینائی" ص ۶۵۔

۵۔ دیکھیے "مطالعۂ امیر" ص ۴۲۴۔

۶۔ دیکھیے "دبستان امیر مینائی" ص ۲۹۲۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۳) منشی عبدالرحمٰن بسمل ۔۱ (۴) حکیم نعیم الزماں خاں نعیم۔۲،
(۵) حافظ محمود علی فدا ۔۳، (۶) منشی محمد احمد صریر ۔۴

(۶)

مندرجہ بالا اصحاب کے علاوہ کئی اہل زبان ایسے تھے جو کمیٹی میں تو شامل نہیں تھے مگر امیر کی علمی معاونت کرتے تھے ۔ مکاتیب میں تین نام نمایاں نظر آتے ہیں ۔

(۱) زاہد حسین زاہد ۔۵، (۲) حکیم برہم۔۶، (۳) حبیب الرحمن خاں شروانی ۔۷ ان معاونین کے کام کی نوعیت کیا تھی؟ اس بارے میں مطبوعہ مکاتیب سے چند اقتباس پیش کیے جاتے ہیں۔ امیر ۳۰ جنوری ۱۸۹۵ء کے خط میں زاہد حسین زاہد کو تحریر کرتے ہیں۔

"تم سے اگر ممکن ہو تو زبان کی اصلیت کہ ابتداء

۱۔ دیکھیے "خمخانۂ جاوید" جلد اوّل، ص ۵۸۶۔

۲۔ دیکھیے "دبستان امیر مینائی"، ص ۳۶۶ ۔

۳۔ ایضاً، ص ۲۸۹ ۔

۴۔ دیکھیے "امیر مینائی"، ص ۱۱۳ ۔

۵۔ دیکھیے، "دبستان امیر مینائی"، ص ۱۷۶ ۔

۶۔ ایضاً، ص ۹۳ ۔

۷۔ ایضاً، ص ۱۵۱ ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہاں سے یہ زبان پیدا ہوئی ، اور کن کن تغیرات
کے بعد اس حد کو پہنچی... چاہتا ہوں کہ امیر
اللغات میں یہ بحث... نہایت شرح و بسط کے ساتھ
لکھی جائے۔ -۱

اسی نوعیت کا ایک اور خط ۷ جون ۱۸۹۲ء کو تحریر کرتے ہیں:

"اردو کی تحقیق میں جو کچھ تم نے لکھا اس پر اچھی
طرح نظر کروں تو اس کے بعد جواب لکھوں۔" -۲

ایک اور معاون ، حکیم برہم کو ۱۹ اگست ۱۸۹۳ء کے خط میں
تحریر کرتے ہیں :

"آپ نے جو امیر اللغات کو شروع سے آخر تک دیکھا
اور اس کی فرو گذاشتوں سے مجھ کو مطلع کیا میں
اس کا شکر گزار ہوں۔" -۳

حبیب الرحمٰن خان شروانی کو مورخہ ۱۹ اپریل ۱۸۸۹ء کے
خط میں تحریر کرتے ہیں :

"آپ گھڑی دو گھڑی روز ادھر بھی توجہ رکھیں تو
آپ کی جوان فکر ضرور عمدہ باتیں پیدا کرے گی۔

۱۔ دیکھیے "مکاتیب امیر مینائی" ، ص ۱۷۱-۱۷۲ ۔
۲۔ ایضاً، ۱۷۶ ۔
۳۔ ایضاً ، ۱۳۷ ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اصول جو خیال میں آیا کریں ان کو ضبط کرتے جائیے
اور مجھے لکھتے جائیے" ۔۱

کارکنانِ دفتر، معاونین لغت اور بیرونی علمی معاونین میں ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان میں بیشتر امیر کے شاگرد ہیں یا پھر عزیز و اقارب تھے، لوگوں کو اس قسم کی باتیں کرتے سنا گیا ہے کہ کیا رام پور میں یا ملک میں اور اہل قلم موجود نہیں تھے ؟۔ یا امیر نے ان سے تعاون مانگا اور انہوں نے مدد نہ کی۔ ممکن ہے اس قسم کی باتیں امیر کے سننے میں بھی آئی ہوں ، وہ زاھد حسین کو ایک خط میں تحریر کرتے ہیں۔

"میں نے بہت دنوں ملک کی رائے پر کام کرنا چاھا مگر باہم راہوں کا اختلاف اس قدر ہوا کہ عاجز آ گیا ۔ چند نازک خیال اور عالی دماغ احباب نے یہی رائے دی کہ ان جھگڑوں میں لغت تالیف سے رہ جائے گی۔ صرف اپنی رائے کو دخل چاہیے ۔ ملک سے بہت دنوں صلاح و مشورہ کیا گیا ۔ ناچار میں اب اپنی رائے سے کام لیتا ہوں اور جو عزیز یا دوست مدد کرتا ہے اور اپنی کوئی صائب رائے ظاہر کرتا ہے اس کا شکر گزار ہوتا ہوں ۔" ۲۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ امیر نے شہروں کے جو دورے کیے اور محمد احمد نے بھی اس سلسلے میں جو بھاگ دوڑ کی تھی اس سے امیر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ ملک ان کا کتنا ساتھ دے

۱۔ ایضاً : ص ۲۲ ۔

۲۔ ایضاً : ص ۱۷۶ ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سکتا ھے اس لیے انھوں نے ایسے لوگ کمیٹی میں شامل کیے جو ان کے قریب تر یا تربیت یافتہ تھے بقول ڈاکٹر ابو محمد سحر:

"اس کمیٹی کے اکثر ممبر امیر کے عزیز و شاگرد تھے رام پور میں اس وقت اور لوگ بھی تھے جو کمیٹی کے ممبر بننے کے اہل تھے لیکن مؤلف کے ھم خیال اور زیر اثر اصحاب ذی لیاقت کے منتخب کرنے میں جو عملی سہولتیں تھیں ان سے قطع نظر نہیں کی جا سکتی۔" ۱۔

یقیناً اس سے امیر کو فائدہ ھوا کیونکہ دفتر اول دن سے مالی مشکلات سے دو چار رہا (جس پر آگے چل کر ھم تفصیل سے بات کریں گے) ایسے میں اگر امیر سے محبت کرنے والے لوگ نہ ھوتے محض تنخواہ دار ملازم یا معاونین میں محض نام و نمود کی خواھش رکھنے والے لوگ ھوتے تو یہ دفتر مزید بحران کا شکار ھوتا اور جتنا کام ھوا اس کی بھی امید نہ ھوتی۔ امیر کے اس فیصلے سے ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ھوا کہ بہت سارے لوگوں کو امیر سے علمی اور روحانی فیض حاصل کرنے کا موقع بھی ملا، اور امیر کے تلامذہ، ممتاز علی آہ، جلیل مانک پوری، وسیم خیرآبادی، ریاض خیرآبادی اور محمد احمد صریر وغیرہ نے امیر کی صحبت ھی کی بدولت دنیائے ادب میں نہ صرف بڑا نام کمایا بلکہ اپنے استاد کے مسلک ادب کو آگے بڑھانے کی کوشش بھی کی۔

(۷)

امیر نے لغت کی بنیاد بڑے اہتمام اور سوچ بچار کے بعد ڈالی تھی۔ اصول تالیف پر ان کی نگاہ ھمیشہ گہری رھی۔ جن

۱۔ "مطالعہ امیر"، ص ۴۲۵۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عناصر کو لغت کا حصہ بننا تھا ان کے حصول کے لیے انھوں نے ہر ممکن کوشش کی اور جن چیزوں سے لغت کو بچانا تھا وہ ابتدا ھی میں رد کردی گئیں مثلاً انگریزی الفاظ کے مسئلے کو کمیٹی کی مدد سے بڑی عمدگی سے حل کیا گیا۔ ۲۶ ستمبر ۱۸۹۱ء کے خط میں اپنے ایک ذھین شاگرد زاھد حسین زاھد کو لکھتے ھیں:

"کمیٹی میں باتفاق یہ رائے قرار پائی کہ امیراللغات میں وھی الفاظ انگریزی کے داخل کیے جائیں جن کی جگہ اردو میں کوئی فصیح، مختصر اور ٹھیک انھی معنوں میں لفظ موجود نہیں۔" ۱۔

اس طرح وہ زبان کے متعلق تحقیق کرکے سب سے منفرد مواد لغت کے شروع میں دینا چاھتے تھے۔ ۳۰ جنوری ۱۸۹۱ء کے خط میں زاھد حسین زاھد کو رقم طراز ھیں:

"زبان کی اصلیت کہ ابتداً کہاں سے ھوئی اور کن کن تغیرات کے بعد اس حد کو پہنچی۔۔۔ آزاد و صفیر وغیرہ نے لکھا ھے۔ امیراللغات میں اس کی نقل کردینے کو جی نہیں چاھتا۔" ۲۔

مندرجہ بالا حوالے سے یہ بات واضح ھوتی ھے کہ زبان کے متعلق امیر کا مطالعہ اچھا تھا لیکن جو کچھ لکھا گیا تھا وہ اس سے مطمئن نہیں تھے حالانکہ آزاد نے "آب حیات" میں اور صفیر نے "جلوۂ خضر" میں اس وقت کے معیار سے قابل لحاظ معلومات بہم پہنچائی

۱۔ "مکاتیب امیر مینائی"، ص ۱۶۹۔

۲۔ ایضاً: ص ۱۷۱۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھیں، لیکن امیر تو "امیراللغات" میں وہی لکھنا چاہتے تھے "جو کسی صورت نا معتبر نہیں ہوتا۔" -۱

دفتر قائم کرنے کے بعد لائحہ عمل کے مطابق کام شروع کیا گیا۔ "عملی کمیٹی" کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا بقول اسمٰعیل مینائی:

"دفتر میں ہوتا یہ تھا کہ جو طریقہ آج کل کارڈ میکنگ کا ہے وہ (امیر) اس کام کو ایک بڑے کاغذ پر کراتے تھے۔ یعنی ایک بڑے کاغذ پر کتابوں سے لفظ نکال کر منتقل کرتے جاتے تھے۔ پھر انہیں دوسرے اہل کار الفبائی طریقے پر لکھتے تھے۔ معتمدین ان کی سند خود اور امیر سے پوچھ کر لکھتے جاتے تھے۔" -۲

"اس طرح جس قدر لغت تالیف ہوتا تھا وہ شب کو ارکان 'مشہر کمیٹی' سن لیا کرتے تھے"۔ ۳ لیکن یہ طریقہ زیادہ دن نہیں چل چکا مشیروں کے بحث مباحثے کا یہ نتیجہ ہوا کہ لغت کا کام رکنے لگا۔ ایسے میں "چند نازک خیال اور عالی دماغ احباب نے یہی رائے دی کہ ان جھگڑوں میں لغت تالیف سے رہ جائے گا، صرف اپنی رائے کو دخل دینا چاہیے۔" -۴ یوں امیر نے اپنے ہی اجتہاد سے کام لیا اور لغت کے کام کو آگے بڑھایا۔

۱- ایضاً: ص ۲۰۱ -

۲- دوران گفتگو جناب اسمٰعیل احمد مینائی نے بتایا۔

۳- "امیر مینائی" ص۱۱۴ -

۴- "مکاتیب امیر مینائی" ص ۱۷۶ -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس فیصلے کے بعد کام نسبتہً آسان ہو گیا۔ اہل کار الفاظ کی فہرست بناتے، معتمدین ترتیب دینے کے بعد سند لکھتے، اور امیر اس کی نظرِ ثانی کرتے تھے۔ جلد مکمل ہونے کے بعد مطبع کی جاتی تھی۔ وہاں کاتب اسے لکھتا تھا۔ اس کی کاپیاں واپس دفتر آتی تھیں اور اصل سے مقابلہ کرنے کے بعد واپس مطبع جاتی تھیں، جہاں چھپائی کا کام ہوتا تھا۔ صاحب مطبع پروف نہیں بھیجا کرتے تھے۔ اس ساری صورت حال کو امیر نے اپنے ایک خط میں تفصیل سے پیش کیا ہے۔ مکتوب بنام حکیم برہم مورخہ ۵ جون ۱۸۹۲ء میں لکھتے ہیں:

> "پروف تو دیکھنے کو نہیں ملتا۔۔۔ صرف کاپیاں آتی ہیں، وہ دفتر میں مقابلہ ہو کر واپس جاتی ہیں۔ کاپیوں کو پتھر پر ڈال کر، پروف اتار کر اگر صاحب مطبع بھیجیں تو جب تک پروف واپس نہ جائیں تب تک چھاپنے سے معذوری ہو اور ان کے پتھر گھرے رہیں۔ یہ ہرج کوئی کیوں گوارا کرے گا۔ ہاں کسی مطبع کا بہت بڑا کارخانہ ہو، پتھر بکثرت ہوں تو شاید ایسا ہو سکے۔" -۱

شاید اسی قباحت کی وجہ سے امیر نے سرالفرڈ لائل کے مشورے پر عمل نہ کیا ہو۔ اس لیے کہ سرالفرڈ لائل نے نمونہ دیکھنے کے بعد یہ مشورہ دیا تھا کہ:

> "ایک دو ورق پروف کے طور پر تیار ہو جائے اور قریب قریب دو سو جلدیں اس کی تمام ہندوستان میں

۱- "مکاتیب امیر مینائی"، ص ۱۰۹-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گردش کرائی جائیں ایک عمدہ چھاپہ خانہ اس کے واسطے ہو" ۔۱

لیکن مقدمہ امیر اللغات میں امیر لکھتے ہیں کہ :

"پروف مشتہر کرنے کی صورت جو سرالفرڈ لائل کی ہدایتوں میں تھی کسی طرح بن نہ پڑی ، اس لیے کہ سرالفرڈ لائل کا ارادہ یہ تھا کہ وہ اس کام کو سرکاری کاموں کا ضمیمہ بنائیں مگر اس خیال سے کہ لغت ملک کے لیے ہے میں نے نہج کی تحریروں اور اخباروں کے ذریعے سے تالیف کے اہم مسائل کو ملک کے سامنے پیش کیا جس سے ایسے اچھے نتیجے نکلے جو کبھی کسی مصنف یا مؤلف کی خود رائی سے نہیں نکل سکتے"۔۲

امیر نے سرالفرڈ لائل کے مشورے پر عمل نہ کرتے ہوئے جو راستہ اپنایا وہ مجبوری تھی امیر جن حالات سے دوچار رہے ان حالات میں مشورے پر عمل کرنا ناممکن تھا ، کیوں کہ اس میں ایک باقاعدہ مطبع کا ہونا بے حد ضروری تھا اس کے علاوہ ضروری نہیں تھا کہ لوگ بھی اس سلسلے میں تعاون کرتے ، امیر نے جو دورے ملک بھر میں کیے تھے اس سے امیر کو بخوبی اندازہ ہوگیا تھا کہ کس قدر لوگ تعاون کر سکتے ہیں۔ مگر دوسرے یہ کہ ریاست کے یکے بعد دیگرے انقلابات بھی اس کام پر اثر انداز ہو رہے تھے۔ اگر واقعی سرالفرڈ لائل کے مشورے پر مکمل عمل ہوجاتا تو امیر اللغات کا مرتبہ مزید بلند ہوتا ۔

۱- "مقدمہ امیر اللغات" ، ص ۳-

۲- ایضاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۸)

دفتر امیر اللغات نے کم و بیش گیارہ سال کام کیا۔ اس عرصے میں لغت کا کتنا کام ہوا، ذیل میں اسی سلسلے کی معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔

امیر نے نمونہ امیر اللغات میں اس لغت کو آٹھ جلدوں میں پیش کرنے کا اعلان کیا تھا۔ "فروری ۱۸۹۱ء کے پیامِ یار کے شمارے میں اسی ارادے کا اعادہ کیا گیا"۔۱ لیکن مسائل اور حالات نے امیر کو سکون نہیں لینے دیا۔ لہذا صرف دو حصے طبع ہوئے اور بقیہ منظرِ عام پر نہیں آسکے۔ ڈاکٹر ابو محمد سحر لکھتے ہیں کہ "۱۸۹۵ء میں لغت کا تیسرا حصہ جس میں ب کے لغات تھے تقریباً تیار تھے، لیکن اس کے لیے سرمایہ نہیں تھا۔"۲۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ۱۸۹۳ء کے آخر میں یہ حصہ تیار ہو چکا تھا۔ اس لیے کہ جس وقت دوسرا حصہ منظرعام پر آیا تو امیر، زاهد حسین زاهد کو ۱۹ مئی ۱۸۹۳ء کے خط میں یہ اطلاع دیتے ہیں کہ "اب حروف (ب) میں حصہ ثالث کی تیاری ہو رہی ہے۔"۳۔ ۳۰ جون ۱۸۹۳ء کو زاهدحسین زاهد کو پھر یہ اطلاع دیتے ہیں کہ "امیر اللغات کا تیسرا حصہ مرتب اور مکمل کیا جاتا ہے"۔۴

۱۔ "امیر مینائی اور ان کے تلامذہ"، ص ۴۵۰۔

۲۔ "مطالعہ امیر" ص ۴۱۶۔

۳۔ "مکاتیب امیر مینائی" ص ۱۸۴۔

۴۔ ایضاً، ص ۱۸۷۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس سے معلوم ہوا کہ ۱۸۹۳ء کے آخر میں لغت مکمل ہوچکا تھا۔ کیوں کہ اس کے بعد ۱۵ اپریل ۱۸۹۴ء کے خط میں سید محمد نوح کو تحریر کرتے ہیں۔ "دفتر امیر اللغات بے سرمایگی سے ابتر ہوگیا، تیسرا حصہ مدت سے تیار ہے، طبع کا سامان بہم نہ پہنچنے سے بستے میں بندھا رکھا ہے۔"۔۱ ۱۳ جون ۱۸۹۴ء کے خط میں زاہد حسین کو بھی یہی لکھتے ہیں۔ "امیر اللغات کی تیسری جلد بعض موانع قویہ سے اب تک نہیں چھپی۔" ۔۲

۱۸۹۴ء کے دونوں خطوط میں بھی تاثر ملتا ہے کہ لغت مکمل ہونے عرصہ ہوگیا جب کہ نصف سال ۱۸۹۳ء کے خط سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ حصہ آخری مراحل میں ہے۔۳ اس کے بعد کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ ۱۸۹۳ء کے آخر میں حصہ مکمل نہ ہوا۔

۱۸۹۳ء میں تیسرے حصے کے بعد چوتھے اور پانچویں حصے کا کام بھی شروع ہوگیا تھا۔ عرفان عباسی "دبستان امیر مینائی" میں ممتاز علی آہ کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "آہ صاحب نے ب کا حصہ پوری طرح تیار کرلیا تھا اور پ و ت کے حصے زیرتکمیل تھے۔" ۔۴ آہ کی سوانح میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ

۱۔ ایضاً، ص ۲۶۵ -

۲۔ ایضاً، ص ۱۹۸ -

۳۔ "دبستان امیر مینائی" ص ۸۳ -

۴۔ "مکاتیب امیر مینائی" ص ۲۳۰ -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انھوں نے ۱۸۹۴ء میں دفتر کو خیر باد کہہ دیا تھا، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۱۸۹۳ء سے بقیہ حصوں پر بھی کام جاری تھا۔ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۷ء کے زاھد حسین زاھد کو لکھے گئے خط سے یہ پتا چلتا ہے کہ ان حصوں پر کام جاری تھا اور جولائی ۱۸۹۸ء کے مکتوب تک اس حصے پر کام جاری تھا۔۱

۱۸۹۶ء کے بعد دفتر ابتری کا شکار ہوا، جس کا اندازہ مکاتیب کے مندرجہ بالا اقتباسات سے ہوتا ہے اس کے علاوہ اس دوران کم و بیش پندرہ ماہ دفتر کا وجود ھی نہیں رہا۔ اس لیے کام میں رکاوٹ ہوئی ۱۸۹۹ء میں جب آہ، رام پور آئے تو لکھتے ھیں کہ، "حضرت تالیف امیر اللغات میں مصروف تھے تائے فوقانی کے لغات لکھے جاتے تھے"۔۲ غالباً آہ جو کام چھوڑ کر گئے تھے وہ مکمل ھو چکا تھا۔ یعنی ب، پ، ت کے حصے مکمل ھو چکے تھے۔ صرف طبع ھونا باقی تھے۔

امیر نے ۱۹۰۰ء کے وسط میں حیدرآباد جانے کی تیاری شروع کی اور ماہ ستمبر میں رام پور کو خیرباد کہا، امیر کے نظم و ضبط اور انداز تالیف کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے الف سے تائے فوقانی تک لغت کو بالکل مکمل کرلیا ھوگا۔ لیکن مرتب شدہ حصوں میں سے صرف دو حصے شائع ہوئے۔

امیراللغات کا پہلا حصہ، (الف ممدودہ) "مارچ ۱۸۹۱ء"۔۳ میں مطبع

۱۔ ایضاً، ۲۳۲،

۲۔ "امیر مینائی"، ص ۱۱۴۔

۳۔ "مکاتیب امیر مینائی"، ص ۱۰۸۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مفید عام آگرہ" سے شائع ہوا۔۱ "یہ ۹½×۱۳ کی تقطیع پر لیتھو پر طبع ہوا"۔۲ "یہ حصہ ۲۰ جزو پر مشتمل ہے"۔۳ جس کے "۳۱۷ صفحات میں... تین ہزار لغت"۔۴ ہیں۔

امیر اللغات کا دوسرا حصہ (الف مقصورہ) کا "نصف اوّل ۱۵ ستمبر ۱۸۹۲ء کو چھپنے کے لیے روانہ ہوا"۔۵ "مئی ۱۸۹۳ء"۔۶ "اس مطبع سے شائع ہوا"۔۷ "یہ حصہ بھی ۹½×۱۳ کی تقطیع پر لیتھو پر طبع ہوا"۔۸، اور "مثل اول کے ۲۰ جزو میں نکلا۔۹، جو کہ ۳۲۵ صفحے اور ساڑھے تین ہزار لغت پر مشتمل ہے"۔۱۰

امیر اللغات کے صرف یہی دو حصے طبع ہو کر منظرِ عام پر آئے جن کو اہل علم نے بے حد پسند کیا۔ مشہور "انگریزی اخبار

۱۔ "مطالعۂ امیر" ص ۳۱۶۔

۲۔ ایضاً، ص ۳۲۱۔

۳۔ "مکاتیب امیر مینائی" ص ۱۸۴۔

۴۔ غیر مطبوعہ خط: بنام منشی محمد حسن از محمد مسعود، ۲۲ اپریل ۱۸۹۶ء۔

۵۔ "مکاتیب امیر مینائی" ص ۱۷۲۔

۶۔ ایضاً۔

۷۔ "مطالعۂ امیر" ص ۳۱۶۔

۸۔ ایضاً، ص ۳۲۱۔

۹۔ "مکاتیب امیر مینائی" ص ۱۸۴۔

۱۰۔ غیر مطبوعہ خط: بنام منشی محمد حسن، محولہ بالا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پانیر میں ۲۶ مارچ ۱۸۹۱ء کو ڈاکٹر فلپ نے اس پر اڈیٹوریل تحریر کیا"۔۱ اس کے علاوہ ملک کے مشہور رسائل و جرائد مثلاً: اودھ پنچ، ۲۳ اپریل ۱۸۹۱ء، اخبار مفید عام، یکم مئی ۱۸۹۱ء، اخبار آزاد، جولائی ۱۸۹۱ء، رسالہ مرقع عالم، اکتوبر نومبر ۱۸۹۱ء، رسالہ قمر مارچ ۱۸۹۲ء نے منصفانہ تبصرے شائع کیے۔ اس کے علاوہ سر سید احمد خاں، منشی محمد نورالحسن، اکبر الہ آبادی، منشی یاسین شفق اور شمس العلما عبدالحق نے امیر کے اس کام کو بے حد سراہا۔ بعد ازاں ۱۸۹۸ء کے لگ بھگ اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا اور دونوں حصوں کو یکجا کردیا گیا۔ ۲۵ اکتوبر ۱۸۹۸ء کے خط میں جلیل، مرزا پرورش کو تحریر کرتے ہیں:

"امیر اللغات کی دونوں جلدیں باہم مربوط ہیں"۔۲

اب سوال یہ باقی ہے کہ تائے فوقانی کے بعد کے حصوں کی کیا صورت حال رہی؟ اس بارے میں اسمٰعیل احمد مینائی کہتے ہیں:

"امیر نے ایک لحاظ سے کام مکمل کرلیا تھا"۔۳

اور ڈاکٹر کریم الدین احمد کہتے ہیں:

۱۔ "مکاتیب امیر مینائی"، ص ۱۰۸۔

۲۔ غیر مطبوعہ خط بنام مرزا پرورش علی خاں از جلیل مانک پوری، ۲۵ اکتوبر ۱۸۹۸ء۔

۳۔ دوران گفتگو جناب اسمٰعیل احمد مینائی نے بتایا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"کہا جاتا ہے کہ انہوں نے لغت مکمل کرلیا تھا صرف طبع ہونا باقی تھا" -۱

ڈاکٹر صاحب کے بیان میں وزن معلوم نہیں ہوتا کیوں کہ اگر لغت کی یہ صورت ہوتی کہ مکمل ہونے کے بعد صرف طبع ہونا باقی ہوتا تو یہ بات ایسی نہیں تھی کہ پردہ خفا میں رہتی اس لیے کہ جلیل آخری سانس تک امیر کے ساتھ تھے انہوں نے امیر کی جو سوانح لکھی اس میں ایسی کوئی اطلاع نہیں ملتی، اس کے علاوہ امیر کے نہایت چہیتے شاگرد ممتاز علی آہ نے جو سوانح لکھی اس میں بھی کوئی تذکرہ اس بات کا نہیں اور ان دونوں سے پہلے احسن اللہ ثاقب نے ۱۹۱۰ء میں امیر کے مکاتیب مرتب کر کے شائع کیے اور پھر ۱۹۲۴ء میں دوسرا ایڈیشن شائع کیا، ان کے کسی جملے سے یہ بات اخذ نہیں کی جاسکتی ان سب پر مستزاد یہ کہ امیر احمد علوی اور عبدالحکیم حکمت نے امیر کی جو سوانح عمریاں لکھیں ان میں بھی کہیں کوئی ایسی اطلاع نہیں ملتی۔ ہاں البتہ اسمٰعیل مینائی صاحب کی بات میں کچھ وزن ہے۔ اپنے اس بیان کی تشریح انہوں نے یوں کی ہے کہ: "امیر نے ی تک کے الفاظ کاغذ پر منتقل کردیے تھے۔ معنی اور سندیں نہیں لکھی گئی تھیں"-۲ اس وضاحت سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ تائے فوقانی کے بعد کے حصوں کو ترتیب دینے اور نظرثانی کا کام باقی تھا، جو امیر غالباً دکن سے واپسی پر کرنا چاہتے تھے۔ یوں امیر اللغات کے صرف دو حصے شائع ہوئے، کچھ حصے غیر مطبوعہ اور باقی غیر مرتب رہ گئے۔

۱- "امیر مینائی اور ان کے تلامذہ"، ص ۹۴۴-

۲- دوران گفتگو جناب اسمٰعیل احمد مینائی نے بتایا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۹)

لغت کے بقیہ حصے شائع نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ "دفتر امیر اللغات" ہمیشہ مشکلات کا شکار رہا۔ پریشانیاں "نمونہ امیر اللغات" کے شائع ہوتے ہی شروع ہوگئی تھیں کیونکہ نواب کلب علی خاں کے انتقال کر جانے اور سر الفرڈ لائل کے ہندوستان سے چلے جانے سے اس کام کی سرپرستی کرنے والا کوئی نہیں رہا تھا۔

نواب کلب علی خاں کے بعد نواب مشتاق علی خاں مسند آرا ہوئے۔ انھوں نے امیر کو ۱۸۸۸ء کے وسط میں دو قسطوں میں سولہ ہزار روپیہ قرض دیا۔ جس سے دفتر قائم ہوا۔ ابھی دفتر قائم ہوکر لغت کا کام شروع ہوا ہی تھا کہ "۲۵ فروری ۱۸۸۹ء بروز شنبہ کو نواب مشتاق علی خاں انتقال کر گئے"۔۱ بقول ڈاکٹر کریم الدین احمد:

"عرش آشیاں کے انتقال کے بعد حامد علی خاں مسند آرا ہوئے... لغت کا کام بند ہو گیا۔ نئے حاکم نے لغت سے اپنی دل چسپی کا اظہار نہ کیا۔"۔۲

امیر، کوثر خیرآبادی کو ۳۱ مارچ ۱۸۸۹ء کے ایک خط میں اپنے اور ریاست کے حالات تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انقلابات و تغیرات جو ریاست میں ہو رہے ہیں وہ اور پریشان کر رہے ہیں سیکڑوں روپیے ماہوار کا خرچ

۱۔ "سوانح امیر" ص ۴۴۔

۲۔ "امیر مینائی اور ان کے تلامذہ"، ص ۴۴۸۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور آمد کچھ نہیں۔ احباب نے جو کچھ کہا وہ نہ کیا۔" ۔۱

ان مشکلات کے باوجود دفتری امور کو خوش اسلوبی سے نبھانے کے لیے امیر اور ان کے معاونین سارا سارا دن مصروف رہتے تھے بقول ممتاز علی آہ: "دن کو تو فرصت ملتی ھی نہ تھی" ۔۲ اس کے علاوہ کام میں ہرج کی وجہ سے معاونین امیر کے سامنے دیگر مشاغل پر گفتگو سے گریز کرتے تھے۔ ممتاز علی آہ لکھتے ھیں:

"امیر اللغات کے کام میں ھرج ھونے کے خیال سے کسی کی ھمت نہ پڑتی تھی کہ عرض کرنے، غزل کہنے اور شریک مشاعرہ ھونے کی اجازت حاصل کی جائے۔" ۔۳

اور مصروفیت کا یہی حال امیر کا تھا۔ بقول امیر "صبح سے نصف شب تک گویا چوکی ھی پر بیٹھ کر بسر ھوتی" ۔۴

۱۸۹۱ء میں بہ مشکل تمام لغت کی جلد اول کا حصہ اول منظر عام پر آیا لیکن فروخت کے سلسلے میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ زاھد حسین زاھد کو ۱۷ اپریل ۱۸۹۱ء کے خط میں تحریر کرتے ھیں:

" اب تک جو ھزارھا روپیہ صرف ھوا ھے وہ رائیگاں نہ جائے اور جانکاھی ٹھکانے لگے۔" ۔۵

۱۔ "مکاتب امیر مینائی" ص ۱۴۴ ۔
۲۔ "امیر مینائی" ص ۲۶ ۔
۳۔ ایضاً ۔
۴۔ "مکاتیب امیر مینائی" ص ۱۴۸ ۔
۵۔ ایضاً، ص ۱۶۵ ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مالی مشکلات کے باوجود دفتر میں پوری تندھی سے کام ہوتا رہا۔ جس سے دفتر پر قرضہ بڑھتا گیا امیر ۲۶ جولائی ۱۸۹۲ء کے خط میں داغ کو دفتر کے خرچ سے متعلق لکھتے ھیں:

"پانسو روپیے ماہ وار کا خرچ اور دو سو کی آمدنی ھے"۔۱

۱۸۹۳ء میں جلد اول کا دوسرا حصہ منظرعام پر آگیا۔ لیکن نہ دفتر کے مصارف کم ھوئے، نہ ھی آمدنی بڑھی ان سب مشکلات میں ایک اضافہ یہ بھی ھوا کہ جو لغت شائع ھوگئے تھے ان کی فروخت بھی قابلِ اطمینان نہیں تھی۔

اس سلسلے میں ایک غیر مطبوعہ خط سے اقتباس پیش کیا جاتا ھے۔ یہ مکتوب ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۳ء کا ھے:

"لغت میں ھزاروں روپے کی قرض داری ھوگئی۔ ایک جلد نہیں بکتی، فکر کھائے جاتی ھے یہ قرض کس کے گنبج سے ادا کیا جائے اور پھر تھوڑے نہیں، پندرا سولہ ھزار اور آگے کی تالیف بند ھوتی جاتی ھے"۔۲

دفتر کی ابتری کو سنبھالا دینے کے لیے امیر ۱۸۹۴ء میں مختلف شہروں کے سفر کا ارادہ کرتے ھیں۔ تاکہ کچھ امداد حاصل کی جائے۔ لیکن عوارض لازمہ کی وجہ سے ارادہ ملتوی کردینا پڑتا ھے پھر وہ رام پور میں رہ کر نوابین سے دفتری امور کے لیے امداد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ھیں۔ لیکن اس کام میں ناکامی ھوتی ھے۔

۱۔ "مکاتیب امیر مینائی،" ص ۲۷۶۔

۲۔ غیر مطبوعہ خط بنام ریاض احمد، مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۳ء، از ممتاز علی آہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دفتر کی ابتری کا اندازہ معتمد امیر اللغات ممتاز علی آہ کے اس خط (غیر مطبوعہ) کے اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے جو ۱۸۹۴ء میں مولوی محمد حسین کو لکھا گیا۔

"لغت کا ابتدائی حال تو حصہ اول کے دیباچے سے معلوم ہوگا اس کے بعد اس قدر اور ہے کہ سوا ریاست عالیہ بھوپال کے اور کسی ریاست نے کچھ بھی امداد نہیں کی اس ریاست سے اور بھی قرضہ ملا تھا وہ بھی ختم ہوگیا پبلک نے بھی کچھ قدر نہیں کی نتیجہ یہ ہے کہ پندرا ہزار روپیہ ریاست کا اس کتاب کی بدولت منشی صاحب پر قرض ہوگیا۔ کام آئندہ کے لیے گویا بند ہے۔ نہ کتابیں بکتی ہیں نہ کوئی رئیس یا گورنمنٹ فراخ حوصلگی کو کام میں لاتے ہیں"۔ ۱

دفتر کا یہ حال دیکھ کر کچھ احباب نے امیر کو یہ مشورہ دیا کہ آئندہ طبع ہونے والی لغت کی فروخت کے لیے پیشگی قیمت حاصل کی جائے۔ لیکن امیر نے احباب کی اس تجویز کو یہ کہہ کر رد کردیا کہ: "پیشگی قیمت حاصل کرنے کے واسطے اشتہار دینے کی صورت امیر اللغات کی شان پر نہایت بدنما ہے"۔ ۲

جون ۱۸۹۶ء میں ایک نئی پریشانی کے سبب دفتر بند ہوجاتا ہے (جس کا ذکر گذشتہ سطور میں کیا جا چکا ہے)۔

۱۔ غیر مطبوعہ خط بنام مولوی محمد حسین ۱۹۸۴ء، از ممتاز علی آہ۔

۲۔ "مکاتیب امیر مینائی" ص ۲۱۴۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور یہ دفتر کم و بیش ڈیڑھ سال بند رہا۔ اس دوران امیر نے مالی امداد کے لیے ایک درخواست گورنر جنرل بہادر کو بھیجی۔ اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ سیکریٹری نے جواب لکھا کہ "یہ درخواست لفٹیننی کے ذریعے سے آنا چاہیے"۔۱ سیکریٹری کے جواب کے مطابق درخواست لفٹیننی کو بھیجی گئی۔ وہاں سے اس ہدایت کے ساتھ واپس کی گئی تھی کہ لوکل گورنمینٹ کے ذریعے سے درخواست آنا چاہیے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔۲ لیکن اس طرح بھی ناکامی ہوئی۔

دفتر کی ابتری روز بروز بڑھتی جا رہی تھی۔ ان حالات سے پریشان ہو کر امیر نے حیدرآباد کا قصد کیا۔ دورانِ سفر وہ کانپور میں چار پانچ دن قیام کے بعد بھوپال روانہ ہوئے جہاں دو ماہ قیام کیا۔ اس دوران نواب شاہ جہاں بیگم نے امیر کو ملاقات کا شرف بخشا اور بھوپال میں رہ جانے کا اصرار کیا امیر نے "حسب موقع اور مناسب وقت" الفاظ میں اس وقت معذری کی اور رخصت ہوئے۔۳ بھوپال ہی میں چھٹی ختم ہوجانے کی وجہ سے وہ حیدرآباد نہ جا سکے اور رام پور واپس آگئے۔

پریشانیاں بدستور رہیں۔ والیٔ رامپور نے جو وعدے کیے تھے وہ پورے نہ کیے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ امیر نے یہ کام بھی نوابین کی مرضی ہی سے شروع کیا تھا اور اگر مکمل ہو جاتا تو

۱۔ ایضاً : ص ۲۲۰۔

۲۔ ایضاً : ص ۲۲۲۔

۳۔ "امیر مینائی"، ص ۱۳۱۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ریاست ھی کی نیک نامی تھی۔ لیکن اس سلسلے میں ریاست سے کوئی احسان ھوا بھی تو یہ کہ قرضہ دیا گیا تاکہ لغت فروخت کر کے رقم واپس کی جائے۔ حقیقت یہ ھے کہ امیر نے حق نمک خوب نبھایا۔

۱۱ اگست ۱۸۹۷ء کے خط میں زاھد حسین زاھد کو لکھتے ھیں :

"امیر اللغات کی ابتری بدستور ھے فی الحقیقت اس کے پورا نہ ھونے سے جس قدر افسوس کیا جائے کم ھے۔ حضور پر نور والی رام پور نے، جب میں سفر کے لیے رخصت ھوتا تھا اس کے تکمیل پر اپنی آمادگی اور پوری خواھش ظاھر فرمائی تھی بلکہ قرار پا گیا تھا کہ سفر سے میری مراجعت پر دفتر کھول دیا جائے گا مگر آئے قریب دو مہینے کے گزرے اب تک کچھ نہیں ھوا"۔۱

کچھ عرصے بعد دفتر کھول دیا گیا لیکن مالی دشواری میں کوئی کمی نہ آئی۔ ۱۸۹۹ء میں دفتر میں آگ لگ جانے کے سبب ھزاروں کا نقصان ھوا جس میں ایک بہترین لائبریری جو دفتری امور کے لیے تھی جل گئی۔ ناچار امیر نے حیدرآباد دکن جانے کی تیاری شروع کی اور ۱۹۰۰ء کے وسط میں انھوں نے سفر کیا۔ حیدرآباد دکن پہنچ کر ان کی زندگی نے وفا نہیں کی اور دفتر اللغات کا کام ھمیشہ کے لیے بند ھوگیا۔

(۱۰)

امیر اللغات کا پہلا حصہ (الف ممدودہ) مارچ ۱۸۹۱ء میں اور

۱۔ "مکاتیب امیر مینائی" ص ۲۲۵۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسرا حصہ (الف مقصورہ) مئی ۱۸۹۳ء کو منظر عام پر آیا تو ان کی قیمت "ولایتی کاغذ پر سات روپے اور دیسی کاغذ پر چھے روپے تھی"۔۱

دفتر امیر اللغات میں لغت کے علاوہ امیر کی کتب بھی فروخت کی جاتی تھیں اور یہ سارے امور معتمدین نپٹاتے تھے۔ مکاتیب سے اندازہ ہوتا ھے کہ کاروباری اصول بہت لچک دار تھے اور عموماً بدلتے رہتے تھے۔ البتہ لغت کی قیمتوں میں آخر تک کوئی کمی نہیں ہوئی۔ مثلاً محمد مسعود ۲۲ اپریل ۱۸۹۶ء کو ایک خط کے ذریعے منشی محمد حسن تاجر کتب کو مطلع کرتے ھیں:

"امیر اللغات اور صنم خانۂ عشق کے تاجرانہ خریداروں کو، اگر سو سو نسخے لیں تو پانچ پانچ نسخے بلا قیمت دیے جائیں گے اور محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا"۔۲

اسی تاجر کو ستمبر ۱۸۹۸ء میں جلیل تحریر کرتے ھیں:

"کمیشن کا قاعدہ یہاں یہ رکھا گیا ھے کہ ۲۰ جلدوں کا جو یک مشت خریدار ھو اس کے ساتھ بہ حساب فی صد دس روپیہ رعایت کی جائے گی"۔۳

۱۹ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو پھر کاروباری شرائط میں تبدیلی کی جاتی ھے کہ جو سو روپے کی کتب خریدے، اس سے محصول ڈاک نہ لیا جائے۔ سید سراج الدین کو تحریر کرتے ھیں:

۱۔ ایضاً: ص ۲۹۴۔

۲۔ غیر مطبوعہ خط، بنام منشی محمد حسن از محمد مسعود، ۲۲ اپریل ۱۸۹۶ء۔

۳۔ غیر مطبوعہ خط، بنام منشی محمد حسن از جلیل، ستمبر ۱۸۹۸ء۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"صرف ان تجار کو تخفیف دی جاتی ہے جو یکمشت
سو روپے کی کتابیں خریدیں۔ اتنی رعایت آپ کے ساتھ
بھی کی گئی ہے کہ محصول ڈاک نہ لی جائے"۔۱

متفرق خریداروں کو رعایت دینے کا کوئی قاعدہ نہیں تھا لیکن اگر کوئی مختلف اوقات میں کتب خریدے تو کسی ایک موقعے پر اس کو رعایت دی جاتی تھی۔

۱۸۹۸ء میں ان حصوں کو دوبارہ طبع کیا گیا لیکن قیمت میں کوئی کمی بیشی نہیں کی گئی۔ جلیل، منیجر اخبار عام کو ۲۰ ستمبر ۱۸۹۸ء کے خط میں رقم طراز ہیں:

"امیر اللغات، یہ اردو کا جامع اور بے مثل لغت لکھنؤ
و دھلی کے محاورات و اصطلاحات و مفردات و مرکبات کا
خزانہ ہے ابھی دو ہی جلدیں چھپی ہیں فی جلد
۶ روپے"۔۲

دفتری شرائط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امیر واقعۃً لغت سے کوئی کاروباری فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے تھے بلکہ وہ حقیقی معنوں میں زبان خدمت کرنا چاہتے تھے۔

امیر پر شاعری کے حوالے سے اکثر ناقدین الزام لگاتے ہیں کہ وہ داغ کی تقلید کرتے تھے۔ یا ان کی شاعری میں کشش نہیں ہے۔ لیکن لغت نویسی کے باب میں یہ بات بلا خوفِ تردید کہی جاسکتی ہے کہ وہ جدید اردو لغت نویسی کے بانی ہیں۔ انھوں نے پہلی مرتبہ اردو لغت نویسی کو ایک باقاعدہ منظم سائنٹفک نظام

۱۔ غیر مطبوعہ خط، بنام سید سراج الدین، مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۹۸ء۔

۲۔ غیر مطبوعہ خط، بنام منیجر اخبار عام، مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۸ء۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے روشناس کرایا۔ اور ایک منظم لائحہ عمل کے تحت دفتر امیراللغات کی بنیاد ڈالی۔

یہ پہلی لغت ہے جس کی ترتیب میں مؤلف کے علاوہ دیگر زبانوں کے لائق فائق علماء کا تعاون بھی حاصل کیا گیا اور پھر مسودہ تیار ہونے کے بعد اُن علماً کو نظر ثانی کی دعوت دی جاتی تھی۔ گو کہ اس نظام میں بہ وجوہ امیر کو بعد میں لچک پیدا کرنا پڑی۔

امیر اللغات دفتری اخراجات، وسائل پوری طرح مہیا نہ ہو سکنے کی وجہ سے مکمل نہیں ہو سکا لیکن اردو لغت نویسی کے باب میں یہ ایک جامع لغت کا خاکہ ضرور پیش کرتا ہے۔

آج "اردو ڈکشنری بورڈ" لغت نویسی کے جس نہج پر کام کر رہا ہے وہ یقیناً ایک نہایت ترقی یافتہ نظام ہے جس کو آکسفورڈ ڈکشنری کے منظم طریقے پر قائم کیا گیا ہے۔ امیر اللغات کے دفتر میں اس نظم و ترتیب اور اصول و قواعد کی ایک جھلک ایک صدی پہلے نظر آتی ہے۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ دفتر امیراللغات اس کا نقشِ اوّل معلوم ہوتا ہے۔ بلا شبہ نقشِ ثانی نقشِ اوّل سے بہتر ہے۔ اگر امیر اللغات امیر کے قائم کیے گئے نظام کے تحت مرتب ہو جاتا تو اردو کا پہلا سائنٹفک لغات ہوتا۔

ضمیمہ :

آخر میں معتمدینِ دفتر امیر اللغات کے چند غیر مطبوعہ مکتوبات پیش کیے جاتے ہیں، جن میں وہ دفتر امیر اللغات کے کاموں میں سرگرم نظر آتے ہیں۔ یہ غیر مطبوعہ خطوط دفتر امیر اللغات کے اُس ریکارڈ سے اخذ کیے گے ہیں جو سات دفتروں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(رجسٹروں) کی شکل میں محفوظ ہیں اور ان کا تعارف پیش تر آچکا ہے۔

۱۔ مکتوب محمد ممتازعلی آہ : بعالی خدمت جناب منشی امبکا پرشاد صاحب اسسٹنٹ انسپیکٹر سرشتہ تعلیم اودھ، گنیش گنج، لکھنؤ۔

دفتر امیر اللغات، رام پور۔ ۳۰ اگست، ۹۱ء

جنابِ من! کچھ عرصہ ہوا میرے ماموں حافظ محمد محمود علی نے امیر اللغات کے بارے میں ایک نیازنامہ مع اشتہار حصہ اول خدمتِ عالی میں بھیجا تھا اور اس کا جواب آپ نے اسی قدردانی اور ہمدردی سے لطف فرمایا تھا جیسا کہ آپ سے علم دوست پر بھروسا تھا۔

اب میں ایک کاپی اس کی بغرض ملاحظہ خدمتِ عالی میں بھیجتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ آپ کی توجہ اور سعی سے تعلیم میں بمنظوری صاحب ڈائریکٹر بہادر، اس کتاب کی صدہا جلدیں خریدی جائینگی اور انھی قدردانیوں اور اسی ہمدردی سے یہ کتاب اختتام کو پہنچیے گی جس کے نہ صرف حضرتِ مؤلف مدظلہ العالی ممنون ہوں گے بلکہ ملک اور زبان پر بڑا احسان ہوگا۔

اس باب میں مجھے آپ سے کچھ زیادہ عرض کرنا حکمتِ بلقمان آموختن ہے۔ البتہ اتنا اور اطلاعاً گذارش کروں گا کہ صاحب ڈائریکٹر بہادر نے اشتہار ملاحظہ فرمانے پر اس کی جلد خرید فرمائی ہے۔ فقط

آپ کا ادنی خادم : محمد ممتاز علی، سکریٹری

۲۔ مکتوب محمد مسعود احمد : بنام منشی محمد حسن تاجر کتب ۲۲۔ اپریل ۹۶ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جنابِ من! تسلیم۔ کارڈ جواب طلب آیا، ممنون کیا۔ جواب ملاحظہ ہو۔

محمد مسعود احمد از ریاست رام پور۔

- امیر اللغات حصہ اول ۳۱۷ صفحے، امیر اللغات حصہ دوم ۳۲۵ صفحے، الف ممدودہ تین ہزار لغت، الف ممدودہ (مقصورہ) ساڑھے تین ہزار لغت۔
- دیوان دوم موسوم بہ صنم خانۂ عشق ۳۶۴ صفحے، خیابانِ آفرینش، میلاد شریف مع دیوان نعت ۲۷۲ صفحے۔
- امیر اللغات اور صنم خانۂ عشق کے تاجرانہ خریداروں کو، اگر سو سو نسخے لیں، تو پانچ پانچ نسخے بلا قیمت دیے جائیں گے اور محصول ہر کتاب کا بذمہ خریدار ہوگا۔

۳۔ مکتوب جلیل حسن، بنام جناب منیجر صاحب اخبار عام لاہور

۱۰ ستمبر ۱۸۹۸ء از دفتر امیر اللغات رام پور اسٹیٹ۔

جناب بندہ! تسلیم و نیاز۔ اخبار عام ہفتہ وار کا نمونہ مرحمت ہو اور یہ ارشاد ہو کہ اشتہار مندرجہ ذیل اخبار مذکور میں چار مرتبہ چھپنے کے لیے کس قدر اجرت درکار ہوگی۔

جلیل حسن سکریٹری

تصانیف ملک الشعراء حضرت امیر مینائی لکھنوی

امیر اللغات، یہ اردو کا جامع اور بے مثل لغت لکھنؤ و دھلی کے محاورات و اصطلاحات و مفردات و مرکبات کا خزانہ ہے۔ ابھی دو ہی جلدیں چھپی ہیں۔ فی جلد ۶ روپے۔ صنم خانہ عشق نیا دیوان، رنگ میں ڈوبا ہوا، ایک ایک شعر پر میری شاعری قربان ہے، قیمت دو روپے۔ خیابانِ آفرینش مستند روایات کا مولود شریف مع دیوان نعتیہ ایک روپیہ۔

المشتہر: جلیل حسن جلیل سکریٹری دفتر امیراللغات رام پور مرادآباد

سرخ روشنائی سے جو کچھ لکھا گیا ہے یہ جلی قلم سے لکھا جائے گا اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اشعار خوب صحیح اور واضح اور اشتہاروں سے علیحدہ، مضامین کے درمیان جگہ دی جائے گی۔

۴۔ مکتوب لطیف احمد مینائی ، بنام منشی محمد عسکری وسیم ، مالک گل چیں خیرآباد۔

۱۵ اکتوبر ۱۸۹۸ء۔ رام پور، دفتر امیراللغات۔

مکرم برادران زاد عنایتکم! سلام مسنون۔

میں ایک ضرورت سے لکھنؤ گیا تھا۔ جی چاھا کہ آپ سے بھی ملوں ، مگر کوٹھے میں دریافت کرنے سے معلوم ھوا کہ آپ خیرآباد تشریف لے گئے ھیں۔ اکثر آپ سے ملنے کو جی چاھتا ھے، اھل دفتر بھی آپ کو یاد کرتے ھیں اور آپ کا ذکر خیر رھتا ھے۔ اِس زمانے میں حضور پرنور دام ملکہم و اقبالہم نے تھوڑی سی توجہ امیر اللغات کی جانب دی ھے۔ دفتر میں ایک، آدمی کی ضرورت ھے۔ میرا قصد ھوا میں آپ کے واسطے تحریک کروں مگر قبل اس کے کہ آپ کا خیال دریافت کروں، تحریک مناسب نہ سمجھا۔ اب بذریعہ تحریر آپ کو اطلاع دے کر آپ کا خیال دریافت کرنا چاھتا ھوں۔ جہاں تک میرا علم ھے گل چیں کی حالت تو اچھی اور قابل اطمینان ھے نہیں۔ اس لیے خیال ھوا ھے کہ آپ کسی دوسرے مشغلے کو ترجیح دیں اور غالباً آپ کو یہاں دلچسپی بھی حالت موجودہ سے زیادہ ھوگی۔ آپ اپنے خیال سے مفصل مجھے بہ واپسی ڈاک اطلاع دیں تاکہ قبل کسی دوسرے بندوبست کے، میں کارروائی کر سکوں۔ اور بھی چند صاحب شرکت دفتر کے لیے متحرک ھیں مگر جی یہی چاھتا ھے کہ آپ سے یک جائی ھوتی۔ تکملہ سخن یہ ھے کہ اپنے خیال سے جیسا کچھ منظور ھو صاف صاف آگاہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیجئے گا تاکہ الجھن باقی نہ رہے اور معاملے میں تاخیر (نہ) ہو۔ یہاں سب ما وجب رساں ہیں۔ فقط۔

لطیف احمد مینائی

کتابیات

مطبوعہ کتب :

۱۔ ابو محمد سحر، ڈاکٹر: "مطالعۂ امیر"، لکھنؤ، نسیم بک ڈپو، ۱۹۶۳ء۔

۲۔ امیر احمد علوی: "طرۂ امیر" لکھنؤ، انوار المطابع، ۱۹۲۸ء۔

۳۔ امیر مینائی: "مکاتیب امیر مینائی"، مرتب احسن اللہ ثاقب، لکھنؤ، مطبعۂ ادبیہ، ۱۹۲۴ء۔

۴۔ امیر مینائی: "امیر اللغات"، لاہور، مقبول اکیڈمی، ۱۹۸۸ء۔

۵۔ آہ، شاہ ممتاز علی: "امیر مینائی"، لکھنؤ، ادبی پریس، ۱۹۳۱ء۔

۶۔ جلیل مانک پوری: "سوانح امیر مینائی"، حیدرآباد دکن، مطبع سیدی، ۱۳۴۷ھ۔

۷۔ حامد حسن قادری: "داستان تاریخ اردو"، طبع سوم، کراچی، اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۶۱ء۔

۸۔ حکیم نجم الغنی خان رامپوری: "اخبار الصنادید"، لکھنؤ، مطبع نول کشور، ۱۹۱۸ء۔

۹۔ شوق، احمد علی خاں، حافظ: "تذکرہ کاملان رام پور"، پٹنہ، مشمولہ خدابخش لائبریری جرنل، مشترکہ شمارہ ۳۳ تا ۳۵۔

۱۰۔ عرفان عباسی: "دبستانِ امیر مینائی"، لکھنؤ، نسیم بک ڈپو، ۱۹۸۵ء۔

۱۱۔ کریم الدین احمد، ڈاکٹر: "امیر مینائی اور ان کے تلامذہ"، لاہور، آئینۂ ادب، ۱۹۸۲ء۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۲- لالہ سری رام : "خمخانۂ جاوید"، جلد اول تا چہارم، دھلی، ۱۹۰۸ء تا ۱۹۲۶ء-

رسائل :
" تحقیق " شعبۂ اردو، جامعۂ سندھ، جام شورو، ۱۹۸۹ء-
"خدابخش لائبریری جرنل" پٹنہ، مشترکہ شمارہ ۳۳ تا ۳۵-

———

© rasailojaraid.com